Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | ہفتہ - ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۰ نبوت ۱۳۶۹ ہش، ۱۰ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۰۳

قیامِ امن کا ذریعہ

"اگر تو واقعۃً نیّت امن کا قیام ہو اور انصاف کے ساتھ تمام ایسے معاملات میں جہاں امن کو خطرہ درپیش ہو ویسا ہی ردِّ عمل ظاہر ہونا ہو جو نیک نیت کے نتیجے میں ظاہر ہونا چاہئے تو یقیناً ان کوششوں کے نتیجہ میں دنیا میں ایک دیرپا امن قائم ہو سکتا ہے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے کون تباہ ہوا۔ ایک بھی نہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکھ لو۔ کیونکہ آپؐ جامع کمالات تھے۔ ساری قوم آپؐ کی دشمن ہوگئی اور اس نے قتل کے منصوبے کئے مگر آپؐ کی اللہ تعالیٰ نے وہ تائید کی جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۶۰)

"آجکل مذاہب کی عجیب حالت ہے۔ گھر گھر ایک نیا مذہب بن رہا ہے اور تلاش کرنے والے کے واسطے ایک حیرت کا مقام ہو رہا ہے اور اس وقت طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ واقعی انسان کو نجات دینے والا سچّا مذہب کون سا ہے؟ اس کا جواب ہر ایک شخص اپنے اپنے رنگ میں دے گا۔ لیکن اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ ہر ایک مذہب میں یہ دیکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کے معاملات کیسے ہیں۔ اس کی عظمت جبروت اور خوف کس قدر دل پر غالب ہے۔ انسان شرّ سے طبعاً نفرت کرتا ہے اور جس چیز کے فوائد اور منافع مرکوزِ خاطر ہو جائیں اس سے طبعاً محبت کرتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ انسان کو رات رہنا ہو اور اس جگہ سانپ ہو تو گوارا نہ کرے گا کہ وہاں رہے۔ یا کسی گاؤں میں طاعون ہو تو طبعاً اس بات سے نفرت کرے گا کہ اس میں داخل ہو۔ فائدہ مند چیز کی طرف رغبت کرتا ہے۔ بُری چیز سے نفرت رکھتا ہے۔ پس جس شخص کے دل میں خدا تعالیٰ کی واقعی عظمت ہو جاوے اور اس کو منافع دینے والا یقین کر لے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں اپنی ہلاکت پر پورا ایمان قائم کر لے تو پھر باوجود اس نظارہ کے وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی خلاف مرضی کر سکے گا۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۶۲)

خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرنے میں کسی کا غلام نہیں ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

"خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور جن پر اس کا فضل ہوتا ہے ان کی بہت سی قبول کرتا ہے مگر پھر بھی بعض ایسی ہوتی ہیں جنہیں رد کر دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ مالک ہے ہاں دنیاوی حکومتوں کے رد کرنے اور خدا تعالیٰ کے رد کرنے میں فرق ہے اور وہ یہ کہ دنیاوی حکومتیں جو رد کرتی ہیں ان کا رد کرنا بہت حد تک ان کے اپنے مصالح پر مبنی ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ غلطی بھی کرتی ہیں مثلاً کسی کی درخواست کو رد کر دیتی ہیں حالانکہ اس کا قبول کرنا مفید اور ضروری ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جس درخواست کو رد کرتا ہے وہ بندے کے لئے ہی مفید ہوتی ہے اور اگر اسے قبول کر لیتا تو اس کے لئے ہلاکت کا باعث ہوتی۔ اس دعا کی قبولیت ہی یہی تھی کہ رد کر دی جاتی یہ اسی طرح کی بات ہے کہ ایک انسان کے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہو اور ایسا شخص جس سے اسے دشمنی ہو اس انگارہ کو کچھ اور سمجھ کر کہے کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو تو وہ رکھ دے گا لیکن اگر اس کا اپنا بچّہ کہے کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو تو وہ ہرگز نہ رکھے گا کوئی نادان تو کہہ دے گا کہ دیکھو فلاں آدمی کی بات تو مانتا ہے اور اپنے بچّہ کی نہیں مانتا۔ لیکن وہ نادان نہیں سمجھتا کہ جس کی بات کو اس نے رد کر دیا ہے دراصل اسی کو قبول کیا ہے اور جس کی بات کو قبول کیا ہے اصل میں اسی کو رد کیا ہے مولانا رومی رحؒ نے مثنوی میں ایک بہت عمدہ قصہ لکھا ہے۔ لکھتے ہیں ایک سپیرہ تھا اس کے پاس نرالی قسم کا سانپ تھا ایک دن وہ گم ہو گیا تو سپیرہ بڑا رویا اور دعائیں کیں کہ الٰہی مجھے میرا سانپ مل جائے مجھے اس کے ذریعہ بڑی آمدنی کی امید تھی مگر سانپ نہ ملا۔ صبح ہوئی تو ایک سپیرہ نے اسے آکر کہا کہ فلاں سپیرہ کو سانپ کاٹ گیا ہے چلو علاج سوچیں۔ جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی سانپ نے جو گم ہوا تھا اسے کاٹا ہے وہ اسے چرا کر لے گیا تھا اس دن اس کے زہر کا خاص دن تھا اور اس کے کاٹے کا علاج نہ ہو سکتا تھا وہ سپیرہ مر گیا تو پہلا سپیرہ جو بڑی دعائیں کر رہا تھا کہنے لگا واقعی خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے جو کہ انسانی نظر میں رد کی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے لیکن نادان گھبرا جاتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کا قبول ہونا یہی ہوتا ہے کہ رد کی جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ اگست ۱۹۱۵ء)

اظہار تشکر

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

بہت سارے دوستوں، عزیزوں نے خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم ڈاکٹر مرزا منور احمد کی وفات پر خاکسار کے ساتھ بذریعہ خطوط و ٹیلیگرام ہمدردی اور تعزیت کی ہے اور عزیز موصوف کے ساتھ اپنے اپنے تعلق کا جن جذبات میں اظہار کیا ہے۔ اس کے لئے ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے خاکسار تقریباً دو سال سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہے۔ بیماری کبھی شدت اختیار کر لیتی ہے اور کبھی خدا کے فضل سے اس میں کمی آجاتی ہے۔ دوسرے آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے بھی ڈاکٹروں نے زیادہ لکھنے پڑھنے سے منع کیا ہوا ہے۔ میری خواہش تو تھی کہ ہر ایک کو اس کے جذبات کی روشنی میں جواب دوں مگر بیماری کی وجہ سے یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے اور نہ میری صحت اس کی اجازت دیتی ہے۔

اس لئے بذریعہ الفضل جملہ احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس ہمدردی اور محبت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ عزیزم مرزا منور احمد کی بلندئ درجات اور عزیز کی بیگم اور بچوں کے لئے صبر جمیل عطا فرمائے جانے کی دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش ۱۰۔ نومبر ۱۹۹۰ء

حکمرانی کی امانت

انسان ناپائیدار ہے تو اسکی حکومت کس طرح پائیدار ہو سکتی ہے۔ جمہوریت ہے تو جلد جلد بدلنے کا امکان ہے کہ اسکی ایک ٹرم کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ تین چار پانچ سال بعد اس کے انتخاب ہوتے ہیں اور حکومت بدل سکتی ہے۔ بادشاہت یا ڈکٹیٹر شپ ہے تو وہ بھی آخر ایک دن ختم ہوگی۔ بادشہ مرے گا یا انقلاب آئے گا۔ بہرحال چہرہ ضرور بدلے گا اور اس چہرہ کے بدلنے سے حکومت بھی بدلے گی۔ اچھی حکومت بدل کر بری آ جائے تو افسوس بھی ہوتا ہے اور دکھ بھی ہوتا ہے۔ اور بری حکومت بدل کر اچھی آ جائے تو خوشی بھی ہوتی ہے اور سکھ بھی ملتا ہے۔

رموز سلطنت تو "خسرواں" ہی جانتے ہیں لیکن چونکہ حکومت ہوتی عوام الناس کیلئے ہے اس لئے حکومت کی اچھائی برائی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے عوام الناس ہی ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ حاکم تو سب کچھ اچھا سمجھتا ہے اور بڑے مزے سے اپنے دن گزار رہا ہوتا ہے اور عوام الناس شدائد کی چکی میں پس رہے ہوتے ہیں اور اچانک ایک دن حاکم کو پتہ چلتا ہے کہ سب کچھ اچھا نہیں تھا اور اس کا تختہ الٹ جاتا ہے اور پھر اسے ہوش آتا ہے بلکہ بعض اوقات ہوش آنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مالکیت اور حکمرانی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ صرف وہ لوگ جو اس راز کو پا لیتے ہیں صحیح طور پر حکومت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے پاس حکومت کا کام ایک امانت ہے۔ یہ امانت ہے تو اسے ٹھیک طرح نبھائیں گے اور اگر نہیں ہے تو اسے خدا کی رضا سمجھ کر خاموش رہیں گے اور اپنی لَو خدا سے لگائے رکھیں گے۔ وہ جسے چاہے حکومت کرنے کا اختیار دے دے۔

کہا تو یہ جاتا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور یہ بات سچ بھی ہے لیکن جسے حکومت ملتی ہے اسے سوچنا چاہیئے کہ کیا خدا تعالیٰ کسی کو من مانی کرنے کے لئے بھی حکومت دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ حکومت دیتا ہے تو اس میں آزمائش بھی شامل ہوتی ہے کہ جس کو حکومت دی گئی۔ وہ کس طرح اس امانت کا اہل ثابت ہوتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں اللہ تعالیٰ جب بھی اور جس کسی کو بھی حکمرانی کی امانت عطا کرے وہ اس کا اہل ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔

جیت کر بھی زمین پر ہی رہو
ہار کر حوصلہ نہ ہارو تم
ہر تغیّر کو عارضی سمجھو
زندگی اس طرح گزارو تم

ــــــ ابوالاقبال

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام
در فراق حضرت فضل عمر و دیگر بزرگانِ سلسلہ

جو دُور ہیں وہ پاس ہمارے کب آئینگے
دل جن کو ڈھونڈتا ہے وہ پیارے کب آئینگے۔

ہر دَم لگی ہوئی ہے سرِ راہ پر نظر
آخر ہماری آنکھ کے تارے کب آئینگے

یا رب ہمارے "شاہ" کی بستی اداس ہے
اس تخت گاہ کے راج دُلارے کب آئینگے

لب پر دعا ہے تیرے کرم پر نگاہ ہے
عاشق ترے "حبیب" ہمارے کب آئینگے

جو سَر کو خم کئے تری تقدیر کے حضور
تیری "رضا" کو پا کے سدھارے کب آئینگے

کب راہ اُنکی تیرے فرشتے کرینگے صاف
کب ہونگے واپسی کے اشارے؟ کب آئینگے

جو لُوٹ کر گئے ہیں اسی آسمان سے
پھر لوٹ کر ادھر وہ ستارے کب آئینگے

صحنِ چمن سے "گُل" جو گئے مثل "بُوئے گُل"
رحمت کی بارشوں سے نکھارے کب آئینگے

زخمِ جگر کو مرہمِ وصلت ملے گا کب
ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے کب آئینگے

دیکھیں گے کب وہ محفلِ "کالبدر فی النجوّم"
وہ "چاند" کب ملے گا وہ تارے کب آئینگے

کب پھر "منارِ شرق" پہ چمکے گا آفتاب
"شب" کب کٹے گی "دن" کے نظارے کب آئینگے

کہتا ہے رو کے دل شبِ تاریک ہجر میں
وہ "مہر و ماہتاب" تمہارے کب آئینگے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ گوناگوں صفات کے مالک تھے۔ آپ کے رشتہ داروں عزیزوں، دوستوں اور شاگردوں نے آپ کی وفات پر جو اظہار خیال کیا ہے اختصار کے ساتھ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

آپ کی اہلیہ صاحبہ آپ کے مختلف اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں

"مختلف عوارض لاحق ہونے کے باوجود آپ کے دل میں دین کی خدمت کرنے کی لگن ہوتی تھی۔ جو مفوضہ کام کی تکمیل کے لئے ممد ثابت ہوتی اور یہی شوق اور لگن آپ اپنے شاگردوں میں بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ کا خط بہت خوبصورت اور تحریر بڑی مؤثر تھی۔ حلقۂ احباب وسیع تھا اور اس میں بزرگ۔ ہم عمر اور کم عمر بھی شامل تھے۔ بیٹوں اور بیٹیوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کی خدمات کی تعریف کرتے۔ گھر میں معمولی کام کرتے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ جس طرح اپنے بچوں سے محبت کرتے تھے ان سے بڑھ کر اپنے شاگردوں سے محبت کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کے جو خط آپ کے نام آتے وہ بھی خلوص اور محبت کے جذبات سے پر ہوتے۔ کبھی کبھی میں کہتی کہ یوں لگتا ہے کہ آپ کے شاگرد آپ سے محبت بہت کرتے ہیں۔ جواب دیتے مجھے بھی تو وہ بہت عزیز ہیں۔"

بیرون ملک بھی آپ خدمت دین میں مسلسل مصروف رہے چنانچہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کے نام خط میں آپ کی اس خوبی کا یوں تذکرہ فرمایا:۔

"آپ کے امریکہ، کینیڈا جانے سے صرف اتنا فرق پڑا ہے کہ آپ پہلے ملک سیف الرحمان ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب ایس۔ آر۔ ملک ہو گئے ہیں۔ باقی خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیش از پیش مقبول خدمت کی توفیق سے نوازتا رہے۔"

آپ کے ایک شاگرد آپ کی وفات پر اپنے محبت بھرے جذبات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

"ہمارے پیارے اور شفیق استاد مشیت ایزدی کے مطابق اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ وہ اپنے رب کے حضور مسکراتے ہوئے اور خوش و خرم گئے۔ ان کا انجام بخیر ہوا۔ ان کی زندگی قابل رشک رہی۔ اس اعتبار سے ان کی روح کو یقیناً تسکین ہو گی مگر ہمارے دل ان کی یاد میں تڑپ رہے ہیں ان کی شفقتیں اور مخصوص ادائیں یاد آ رہی ہیں۔ اور باوجودیکہ حضرت ملک سیف الرحمن صاحب لمبی عمر پانے والے بزرگوں میں سے ہیں مگر دل کی کیفیت اس شعر کے مطابق ہے۔

ع وہم میں بھی یہ نہ آیا تھا کبھی ہم کو خیال
اتنی جلدی وہ کریں گے راہ جنت اختیار"

طلباء کی تربیت کے سلسلہ میں آپ کی صلاحیتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضرت ملک صاحب طلباء کی تربیت کا خیال بھی احسن انداز میں رکھنے اور وقتاً فوقتاً طلباء کو اکٹھا کر کے انہیں ہدایات دیتے۔ شفیقانہ نصائح کرتے۔ طلباء جامعہ سے آپ بالکل بے تکلف تھے اور کسی کو بھی آپ سے ملنے میں حجاب نہ تھا۔ ہر طالب علم آپ سے مل کر سکون پاتا۔ حضرت ملک صاحب بیمار طلباء کی عیادت کے لئے ہوسٹل جامعہ میں تشریف لاتے اور اس دوران ان کی ضروریات کا گہرا خیال رکھتے۔ ضرورت مند طلباء کو حضرت ملک صاحب کی طرف سے مختلف چٹیں ملتیں جو احتیاط سے بند ہوتیں ان چٹوں کو لے کر طلباء بہت باوقار انداز میں دفتر سے پیسے وصول کرتے۔"

آپ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے مہمانوں کی میزبانی کے سلسلہ میں بڑے حساس تھے۔ چنانچہ آپ کی اس خوبی کو بیان کرتے ہوئے آپ کے ہی شاگرد لکھتے ہیں:۔

"حضرت ملک صاحب کے دل میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مہمانوں کا بے حد احترام تھا۔ ایک دفعہ میری ڈیوٹی جلسہ سالانہ میں آپ کے ساتھ دارالضیافت میں تھی ایک مہمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے کہا کہ ان کا سامان ان کے کمرے میں پہنچا دو۔ مہمان نے اصرار کیا اور خود ہی اپنا سامان لے گئے مگر ملک صاحب مجھ پر ناراض ہوئے کہ آپ مہمان کا سامان کیوں نہ لے گئے۔ یہاں میری تربیت کی اور جب ڈیوٹی کے ختم ہونے پر میں ملک صاحب سے ملا تو میری حوصلہ افزائی بھی کر دی اور یہ کہا کہ "آپ نے بہت اچھی خدمت کی ہے۔"

محترم ملک صاحب اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی بڑے انہماک سے کرتے تھے چنانچہ آپ کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں آپ بیت المبارک میں نماز ظہر ادا کر رہے تھے۔ خاکسار بھی اس صف میں قریب ہی بیٹھا تھا نماز پڑھتے پڑھتے حضرت ملک صاحب کے سر پر سے ٹوپی گر گئی اور سامنے پڑی رہی لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ملک صاحب کو علم ہی نہیں ہے۔"

اور پھر طلباء کے ساتھ شفقت اور تواضع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"حضرت ملک صاحب نے جامعہ احمدیہ میں اپنے شاگردوں سے گویا دوستی کا رشتہ استوار کیا تھا۔ جیسے ایک اچھا والد اچھا دوست بھی ہوتا ہے اور اچھا والد بھی حضرت ملک صاحب کا پرنسپل کا مقام اپنی جگہ تھا جس کا احترام ہر طالب علم اپنا فرض سمجھتا تھا لیکن شفقت کا یہ عالم تھا کہ اکثر دفتر میں جانے پر خود چائے پیش کرتے اور پھر بڑی خوشی محسوس کرتے"

محترم ملک صاحب بڑے ہی بااصول انسان تھے چنانچہ آپ کی اس خوبی کا تذکرہ آپ کے اسی شاگرد کے قلم سے یوں ہے، لکھتے ہیں کہ

"ایک دفعہ ہمارے ایک ساتھی طالب علم نے کلاس کے لڑکوں کو اپنے گاؤں جانے کی دعوت دی۔ حضرت ملک صاحب کو بھی دعوت دی گئی۔ جب خاکسار نے مدعا پیش کیا تو فرمایا کہ آپ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کو ساتھ لے جاویں اور میری نمائندگی مکرم نصیر احمد صاحب قمر (پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ) کریں گے اور پھر فرمایا کہ سفر کے لئے میں آپ کو انصار اللہ کی گاڑی کا انتظام کر دیتا ہوں چنانچہ ہم سیر پر چلے گئے، خوب سیر کی۔ جب واپس آئے تو سفر کی تفصیل دریافت فرمائی۔ چند یوم کے بعد خاکسار کو طلب فرمایا اور کہا کہ انصار اللہ والوں نے گاڑی کے اخراجات کا بل بھجوایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ خرچ میں دے دوں گا۔ فرمایا اچھا جامعہ میں تو ہمارے پاس ایسا کوئی فنڈ نہیں ہے، اور میرے ذاتی حالات بھی آجکل ایسے نہیں ہیں۔ بہرحال دیکھیں گے۔ چند روز کے بعد دوبارہ یاد فرمایا حاضر ہونے پر فرمایا کہ آج انصار اللہ والوں کی جانب سے دوبارہ یاد دہانی آئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔ میں دوستوں سے مشورہ کرتا ہوں کچھ توقف کے بعد فرمایا اچھا، پھر کلرک کو بلایا اور فرمایا کہ میرے ذاتی حساب میں سے اتنی رقم انصار اللہ والوں کو بھجوا دو اور رسید مجھے دینا۔"

محترم جناب ملک سیف الرحمان صاحب کو طلباء جامعہ احمدیہ سے بہت محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں کے علاوہ طلباء کے سیر و تفریح اور کھیل کا بھی خوب خیال رکھتے تھے اور طلباء جامعہ احمدیہ بھی آپ سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ ان دونوں باتوں کا اعتراف آپ کے اسی شاگرد نے جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں میں محترم ملک صاحب کی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"محترم ملک صاحب جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں میں بڑی دلچسپی لیا کرتے تھے۔ اور خود سارے انتظامات کا جائزہ بھی لیا کرتے تھے۔ ہماری کلاس کی ڈیوٹی کھیلوں کے انتظامات پر لگائی گئی۔ خاکسار کے پاس مال کا شعبہ تھا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ ان انتظامات کو یادگار بنایا جائے اور ایک جدت پیدا کی جائے۔ چنانچہ فوارے کے سامنے والی سڑک جو گراؤنڈ کی طرف ہے اس پر ہر سال گیٹ بنا کرتا تھا۔ اس دفعہ بھی گیٹ بنایا گیا لیکن "اللعاب السنویہ" کے بینر میں اس مرتبہ پھولوں کی پتیاں لپیٹ دیں اور ملک صاحب سے گزارش کی کہ افتتاح کی تقریب یہاں سے شروع کریں۔ چنانچہ ہماری درخواست پر آپ نے ڈوری کھینچی۔ جب پھولوں کی پتیاں آپ پر گریں تو آپ خوش بھی تھے۔ اور کیفیت دیدنی تھی۔ بادی النظر میں تو وہ پھولوں کی پتیاں تھیں۔ جو حضرت ملک صاحب پر گریں۔ لیکن دراصل وہ جامعہ احمدیہ کے طلباء کا اپنے محبوب پرنسپل سے محبت کا اظہار تھا۔ پیار اور خلوص تھا جو گلاب کی پتیوں کی صورت میں آپ پر نچھاور ہوا تھا۔"

محترم ملک صاحب اپنے شاگردوں کو جہاں علم کے زیور سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے وہاں آپ کی یہ کوشش بھی تھی کہ آپ کے شاگرد ظاہری اعتبار سے بھی باوقار ہیں چنانچہ آپ کے ایک شاگرد لکھتے ہیں کہ۔

"آپ کی وفات کے بعد مجھے آپ کے ایک شاگرد نے بتایا کہ دوران جامعہ ایک دن میرے سیاہ جوتوں میں تسمے کسی اور رنگ کے تھے مجھے قطار سے نکالا اور نہایت ہمدردانہ

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانتہ میر

بچے اور خاندانی جھگڑے

ہر بچہ جو اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے ضرور متاثر ہوتا ہے ۔ اور اس ماحول میں سب سے پہلے اسکے گھر کا ماحول شامل ہے ۔ جسمیں سب سے پہلے وہ اپنے ماں باپ پر انحصار کرتا ہے ۔ گھر کے ماحول میں اگر سکون و اطمینان ہو ۔ افرادِ خانہ کے درمیان ہم آہنگی اور پیار و محبت کی فضا قائم ہو تو ایسے حالات میں بچہ بھی اپنے گھر سے ایک جذباتی وابستگی اور لگاؤ محسوس کرتا ہے ۔ جوں جوں وہ شعور کی منازل طے کرتا ہے ۔ وہ اپنے ماں باپ سے الگ ایک دنیا دیکھتا ہے ۔ اور خود پر انحصار کرنا شروع کر دیتا ہے ایک ایسی زندگی بسر کرتا ہے جیسا کہ اُس کے ماں باپ بسر کر رہے ہوں ۔ لیکن یہ منتقلی آہستہ آہستہ ہوتی ہے ۔ ایک دم سے نہیں ہو جاتی ۔ وہ خود بھی اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایک اچھا انسان بننے کی تمنا رکھتا ہے ۔ اور اس کیلئے کوشاں ہو جاتا ہے ۔ کہ اُسے بھی معاشرے میں اپنے ماں باپ کی طرح عزت و وقار حاصل ہو ۔

لیکن جب بچے کو ایسے حالات فراہم کئے جائیں جس میں والدین کے درمیان آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہوں اور گھر کے ماحول میں کشیدگی کی فضا ہو ۔ تو ایسی صورتحال بتدریج بڑھتی ہے اور طلاق یا علیحدگی کی صورت میں سامنے آتی ہے ۔ ایسا خاندان جسمیں میاں بیوی دونوں آپس میں طلاق یا علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں Broken Family کہلاتی ہے ۔ اور ہم ایسے خاندان کو بھی Broken کہہ سکتے ہیں جسمیں والدین کے درمیان ہم آہنگی نہ ہو اور وہ بچوں کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے نہ کر رہے ہوں ۔ ایسے خاندانوں کی تعداد ہمارے شہری علاقوں میں بڑھ رہی ہے ۔ ایسی صورتحال ہمارے جیسے مشرقی اور مذہبی معاشرے کیلئے موزوں نہیں ہے ۔ اس سے خاندانوں پر کئی قسم کے اثرات رونما ہوتے ہیں ۔ سب سے پہلے تو خاندانی نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے ۔ جس سے نہ صرف بچے بلکہ ماں باپ خود بھی کمپلیکس کا شکار ہوتے ہیں ۔ ایسے حالات بچوں کے لئے مسائل اور مجرم بننے کیلئے بنیادی ماحول فراہم کرتے ہیں

اس بارے میں سب سے پہلی چیز تو طلاق کے بارے میں ہمارا معاشرتی رویہ ہے ۔ مثلاً ہمارے معاشرے میں طلاق یافتہ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ۔ جس سے بچوں اور ماں کو سماجی رسوائی اور بدنامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ لیکن مغربی معاشرے میں طلاق اب اتنی شرمناک چیز نہیں رہی ۔ جتنی پہلے ہوا کرتی تھی ۔ لیکن ابھی بھی اس کے ساتھ کچھ رسوائی باقی ہے ۔ جس سے بچوں کو شرم اور پریشانی اور متعصبانہ ردِعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ چھوٹے بچوں کی نسبت اسکول جانیوالے بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں ۔

اگر ہم دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ طلاق سے پہلے اور طلاق کے بعد گھر کے ماحول میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے عام طور پر طلاق کے بعد بچے نئی جگہ آجاتے ہیں ۔ جسطرح ہمارے معاشرے میں عورت کو طلاق ہو جانے کی صورت میں والدین کے گھر واپس آجاتی ہے ۔ اس سے بچے کے ماحول میں تبدیلی آتی ہے ۔ بچہ نئے اسکول میں داخل ہوتا ہے ۔ نئے ہمسایوں سے تعلقات قائم کرتا ہے ۔ نئے دوست بنتے ہیں ۔ بچے کو جذباتی تحفظ کم ملتا ہے ۔ مالی پریشانی اور دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ماحول میں تبدیلی جتنی شدید ہو گی اتنا ہی بچے کو ایڈجسٹ کرنا مشکل لگتا ہے ۔ ماہرین اس سلسلے میں یہ تجویز کرتے ہیں کہ طلاق کے فوراً بعد اُس جگہ سے Move نہ کیا جائے جہاں بچہ رہ رہا ہو ۔ کیونکہ پہلے ایک دو سال بچے اور والدین دونوں کیلئے مختلف اور مشکل ہوتے ہیں ۔ خاص طور پر لڑکے مسائل کا زیادہ شکار ہوتے ہیں ۔ اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں ۔ کیونکہ ماں باپ کی توجہ کم ہو جاتی ہے بچے کی شخصیت نامکمل رہتی ہے ۔ جو بڑے ہو کر اپنا کردار صحیح طور پر ادا نہیں کرتے ۔ جس سے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے ۔ ایسے بچے نہ صرف اپنے گھر والوں کیلئے مسائل کھڑے کرتے ہیں ۔ بلکہ اپنے ہمسایوں محلے اور پورے معاشرے کیلئے مسائل پیدا کرتے ہیں ۔ متوازی خاندانوں کے بچوں کے مقابلے میں ایسے خاندانوں کے بچے ذہنی اور اخلاقی طور پر پس ماندہ ہوتے ہیں ۔ ایسے خاندانوں کے بچوں کو اکثر جذباتی حادثات ، نفسیاتی عدم مطابقت اور فرسٹریشن کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ان کے بنیادی عناصر میں لڑائی جھگڑے اور مار کٹائی شامل ہیں ۔ جس سے خاندان کا سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے ۔ ایسی صورت حال میں بچے اپنی خواہشات اور کامیابیوں کے درمیان مثبت رویہ نہیں قائم کر سکتے ۔ بچوں کی ذہنی نشوونما متاثر ہوتی ہے اسکول کی کارکردگی پر اثر پڑتا ہے ۔ کھیل میں دلچسپی کم لیتے ہیں ۔ معاشرتی میل جول میں نمایاں کمی آتی ہے ۔ بعض بچے تنہائی پسند ہو جاتے ہیں اور اپنی ذات میں گم رہتے ہیں بچے ماحول سے فرار حاصل کرنے کیلئے گھر سے بھاگ بھی جاتے ہیں ۔ اور مختلف جرائم اور غیر سماجی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں ۔

KURDEK نے اپنے مطالعہ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسے بچوں کو ان مسائل سے بچانے کے لئے ماں اور باپ کے درمیان باہمی رضامندی ضروری ہے کہ وہ دونوں مل کر بچوں کو پروان چڑھائیں کیونکہ بچے تو دونوں کے ہیں ۔ باپ کا فرض ہے کہ اگر بچے طلاق کے بعد ماں کے پاس رہتے ہیں تو اُن کے لئے مالی مسائل نہ پیدا ہونے دے ۔ اور بچوں کو ہفتہ میں دو تین دفعہ ضرور ملنے جائے ۔ ان کی باتیں محبت اور توجہ سے سُنے اور انھیں اس بات کا احساس نہ ہونے دے کہ اُن کا باپ چھن چکا ہے ۔ دوسری طرف ماں کا بھی فرض ہے کہ وہ بچوں کے دل میں باپ کیلئے نفرت کے جذبات نہ پیدا کرے اور اپنے جھگڑے کا سبب اپنے بچوں کو نہ ٹھہرائے اگر بچے ماں یا باپ جس کسی کے ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو اس سلسلے میں ان پر زبردستی نہ کی جائے ۔

دوسری طرف ایسے خاندان جس میں ماں باپ تو اکٹھے رہتے ہوں لیکن اُن میں ذہنی ہم آہنگی کا فقدان ہو تو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی پریشانیوں اور مسائل کو خود حل کریں ۔ کیونکہ شادی ایک پوری زندگی کا تعلق ہوتا ہے ۔ یہ صرف انسان کی نفسانی خواہشات کی تسکین کا باعث نہیں ہے ۔ بلکہ ایک سماجی ضرورت بھی ہے ۔ اسلئے اگر دونوں کے درمیان کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو دور کرنے کیلئے دونوں کو قدم اٹھانا چاہیئے ۔ خاندان کے کسی بزرگ کی راہنمائی حاصل کی جائے بچوں کے سامنے ایک دوسرے کی غلطیاں نکالنے اور ڈانٹنے سے احتیاط کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ بچہ جب اپنی ماں کو ڈانٹ پڑتے دیکھتا ہے تو وہ اپنی ماں کو مظلوم تصور کرتا ہے اور باپ کیخلاف نفرت پیدا ہوتی ہے ۔ اسی طرح ماں شوہر سے لڑائی کا غصہ اپنے بچوں کو مار پیٹ کر نکالتی ہے ۔ کیونکہ ہر طاقت ور چیز کمزور چیز کی جانب جاتی ہے ۔

بچوں کے لئے والدین ایک ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس لئے بچے اپنے والدین کی نقالی کرتے ہیں ۔ اور اُن جیسا بننے کی خواہش رکھتے ہیں ۔ مثلاً ایک باپ جو خود سگریٹ نوشی کرتا ہے ۔ اسے اپنے بیٹے سے کبھی بھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ بڑا ہو کر سگریٹ نہیں پیئے گا ۔

ہمارے ملک میں جہاں بچوں کیلئے جدید سہولیات نرسری سکول ، کھیلنے کے پارک اور دیگر تفریحی سرگرمیوں کا فقدان ہے ۔ ایسے میں ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو مناسب توجہ دیں ۔ اور گھر میں ہی ان کے لئے مختلف کھیلوں کا بندوبست کریں ۔ اسی سے ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آسکتا ہے ۔ اور مستقبل کے لئے ہم ایک اچھی قوم تیار کر سکتے ہیں ۔

پتہ درکار ہے

نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کو مندرجہ ذیل موصیات کے موجودہ پتہ کی فوری ضرورت ہے ۔ اگر وہ خود پڑھیں یا کسی صاحب کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو نظارت کو اطلاع دیں ۔

(۱) محترمہ امتہ المتین صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری منصور احمد صاحب وصیت نمبر ۱۷۳۰۶ ، ساکن ۷ ، امین بلڈنگ آرٹیلری میدان نمبر ۵ ، کراچی سے ۔ ۲۴ ، فروری ۶۴ء کو وصیت کی تھی ۔

(۲) مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ زوجہ محمد اسماعیل صاحب ایڈو ساکن انور آباد لاڑکانہ وصیت نمبر ۱۹۸۵۰ ۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

انگریزی کا روزنامہ " دی فرنٹیئر پوسٹ " کی ۱۳ ، اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں کالم نویس فواد عثمان خان نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ جس تیزی سے کوٹہ کے فتاویٰ کا اجراء کیا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے الیکشن میں ہمیں قومی اسمبلی کی ۸۰ فیصد سیٹیں اقلیتوں کے لئے مختص کرنی پڑیں گی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری ظفراللہ خاں طاہر

سگریٹ نوشی

سگریٹ نوشی کے موضوع پر لکھتے ہوئے ہمیں کئی اطراف سے غور کرنا ہوگا۔ سب سے پہلے یہ کہ مذہبی نقطۂ نظر سے اس کا کیا مقام ہے۔ دوسرے یہ کہ طبّی نقطہ نگاہ سے اس کا کیا حال ہے اور آخر پر یہ کہ اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔

(۱) جہاں تک مذہبی نقطہ نگاہ کا تعلق ہے تو وہ یقیناً اس کے حق میں نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک بے فائدہ اور لغو چیز ہے بلکہ ضرر رساں چیز ہے اور مذہب تو ہر قسم کی لغویات سے منع کرتا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

"تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے لیکن یہ ایک لغو فعل ہے اور (ایمان والے) کی شان یہ ہے کہ (اور وہ لوگ جو لغو سے اعراض کرتے ہیں) اگر کسی کو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے اور اگر آنحضرتؐ کے وقت میں ہوتا تو آپؐ اپنے صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء صـ۷)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کس قدر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز ہے۔ جماعت کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا۔

"میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حُقّہ بہت بری چیز ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ چھوڑ دینا چاہیئے۔"

(منہاج الطالبین صـ۱۳)

پھر فرمایا:۔

"اس وقت ضمناً یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ حُقّہ بہت گندی چیز ہے۔ اسی طرح دوسرے نشے بھی سخت مضر ہیں ان کو ترک کر دینا چاہیئے۔"

(منہاج الطالبین صـ۱۴)

(۲) طبّی نقطۂ نگاہ بھی اس ضمن میں بڑا واضح ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے بہت مضر ہے تاہم اس ضمن میں درج ذیل اقتباس مفید رہیگا

"تمباکو کے دھوئیں میں دیگر اجزاء کے علاوہ نکوٹین، پیریڈین، ایلڈی ہائیڈز، امونیا اور کاربن مونا آکسائیڈ کے اجزاء موجود ہیں۔ گلے میں خراش پیدا کرنے والے ایلڈی ہائیڈز، امونیا اور کاربن مونا آکسائیڈ ہو سکتا ہے کہ تمباکو کے دھوئیں میں تو موجود ہوں لیکن تمباکو کے پتوں میں مفقود نظر آتے ہوں۔ سگریٹ کے کاغذ کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ تمباکو کو کاغذ میں لپٹے ہوئے پینے یا ویسے پائپ میں پینے سے بہت کم فرق محسوس کیا گیا ہے حتی کہ کاربن مونا آکسائیڈ جو کہ بہت کم مقدار میں موجود ہے بعض اوقات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہو۔ یہ بے رنگ بے خوشبو گیس ہے۔ یہ گیس جسم انسانی میں غنودگی۔ سر درد اور نبض کو تیز چلانا شروع کر دیتی ہے۔ یہی مونا آکسائیڈ گیس جسم انسانی پر اس وقت بڑا اثر کرتی ہے جبکہ وہ پھیپھڑوں سے ہوتی ہوئی ہمارے خون میں داخل ہوتی ہے یہ عمل ہر انسان میں جاری ہے .... بعض لوگ سگریٹ پینے کے بعد بیزار سا محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں سر درد شروع ہو جاتا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ کاربن مونا آکسائیڈ جسم میں داخل ہو کر خون میں آکسیجن کے گیس کے خطرناک اثرات ہی انسان کو سگریٹ نوشی سے باز رکھنے کے لئے کافی ہیں لیکن سگریٹ نوش انسانوں کے لئے ان باتوں پر غور کرنے کے لئے وقت نہیں البتہ یہ گیس اس وقت جسم انسانی پر (سب، ناقل) سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے جبکہ کوئی بند موٹر گاڑی یا کمرے میں بیٹھا سگریٹ پی رہا ہو۔ یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ عموماً موٹر چلانے والے کے خون میں مونا آکسائیڈز گیس کے اثرات ۸ سے ۹ فیصد تک موجود ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ایک موٹر کار انجنیئر بند موٹر گاڑی کی ہوا کو ٹیسٹ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اگر ڈرائیور چار گھنٹہ یا اس سے زیادہ اسی ہوا میں سانس لے تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے لیکن اگر اس موٹر میں ڈرائیور سگریٹ پینا شروع کر دے تو اس پر غنودگی چھا جائے گی اور اس کے بعد اس کا نتیجہ بہت زیادہ خطرناک نکلے گا۔ یعنی وہ جلدی سے جلدی اس دنیا سے ملک عدم کو سدھارے گا۔

اس کے بعد آیئے ہم دوسرے اجزاء کا جائزہ لیں جس کو نکوٹین کے نام سے یاد کرتے ہیں نکوٹین ایک ایسا مادہ ہے جو بخارات بن کر اڑ جاتا ہے اور جو سر کی جوئیں اور بیمار چوزوں کو فوراً مارنے کا کام کرتا ہے نکوٹین مہلک ترین زہروں میں سے ایک زہر ہے جو انسان نے ایجاد کئے ہیں۔ تمباکو میں اس کی مقدار ایک سے تین فیصد تک موجود ہے۔ نکوٹین کا اثر محض اس کے اپنے وجود سے ہی اتنا مہلک نہیں بنتا جتنا کہ دوسرے حالات اسے مہلک ترین بنا دیتے ہیں جہاں جس قدر درجہ حرارت زیادہ ہوگا اسی قدر نکوٹین کی مقدار زیادہ ہوگی۔ ایک موٹا سگار ایک پتلے سگار یا سگریٹ کے برے اثر میں کوئی نمایاں فرق نہیں تاہم ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی ہمارا دوست نہیں بلکہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ہماری جان کے دشمن ہیں۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بعض سگریٹ پینے والے سگریٹ کو پینے سے بیشتر منہ کے لعاب سے یا پانی سے گیلا کر لیتے ہیں حالانکہ انہیں شاید اس بات کا پتہ نہیں کہ تمباکو جتنا گیلا کر کے سلگایا جائے گا اتنا ہی وہ زیادہ نکوٹین دے گا عام سگریٹ پینے والے کے لئے سگریٹ کو تھوڑا نم دے کر پینا سگریٹ کو زیادہ مزیدار بنانے کا طریقہ ہے اس طرح وہ زیادہ نکوٹین اپنے اندر لے جاتا ہے جو اسی کے لئے نقصان دہ ہے ......

آپ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ باوجود اس کے کہ "نکوٹین سے پاک" سگریٹوں کا تناسب جو پہلے ہی بہت کم ہے اس میں بھی پوری طرح سے نکوٹین نکالی نہیں جا سکتی ان سگریٹوں میں بھی باوجودیکہ ان کے بنانے والے انہیں نکوٹین سے پاک ظاہر کرتے ہیں ایک سے دس فیصدی تک نکوٹین موجود ہوتی ہے۔ سگریٹ بنانے والے جانتے ہیں کہ تمباکو سے نکوٹین نکالنے کے لئے پہلے اس تمباکو میں بہت زیادہ مقدار میں نکوٹین داخل کی جاتی ہے۔ اور پھر اس کے بعد نکوٹین نکالنے کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کافی سے زیادہ نکوٹین خارج کر لی جاتی ہے لیکن پھر بھی جو سگریٹ تقریباً نکوٹین سے پاک" کا لیبل لگا کر فروخت کئے جاتے ہیں وہ ان سگریٹوں سے کہیں زیادہ نکوٹین رکھتے ہیں جن پر کہ ایسا لیبل ہمیں نظر نہیں آتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا نکوٹین سگریٹ نوشی کرتے وقت ہمیں نقصان پہنچاتی ہے۔

اور آخر وہ کس طرح ہمارے خون میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتی ہے؟ سچ یہ ہے کہ نکوٹین کا کچھ حصہ تو اس وقت ضائع ہو جاتا ہے جبکہ سگریٹ سلگایا جاتا ہے باقی نکوٹین جو سگریٹ میں موجود ہوتی ہے وہ سگریٹ کے اس حصہ میں جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے جو حصہ قدرے ٹھنڈا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ یہ وہی حصہ ہے جو ہمارے تھوک لگنے کی وجہ سے ہمارے منہ کے قریب رہتا ہے جُوں جُوں ہم سگریٹ ختم کرتے جاتے ہیں۔ نکوٹین کی مقدار بڑھتی چلی جا رہی ہوتی ہے اور جب ہم سگریٹ کے اس حصہ کا کش لگاتے ہیں جہاں پر تمام نکوٹین جمع ہے تو وہ نکوٹین ہمارے منہ کے راستے خون میں داخل ہو کر اثر انداز ہوتی ہے۔"

(ہومیوپیتھک میگزین جلد نمبر ۱۶، شمارہ نمبر ۸ صـ۳۷۶ تا ۳۷۹، برائے اگست ۱۹۴۶ء)
مقام اشاعت دفتر ہومیوپیتھک میگزین میو روڈ لاہور۔

(۳) سگریٹ نوشی کو دیکھنے کا ایک تیسرا زاویہ نگاہ عام معاشرے میں اس کا اثر ہے سگریٹ نوش احباب کے پاس بیٹھنے کا اتفاق تو یقیناً ہم میں سے ہر ایک کو ہوتا ہے اور یقیناً ہم میں سے ہر ایک نے ایک خاص قسم کی بُو (SMELL) بھی ان سے محسوس کی ہوگی یہ بو ان لوگوں کو زیادہ محسوس ہوتی ہے جو سگریٹ نوش نہ ہوں اور نہ ہی انہیں سگریٹ نوش احباب کی صحبت اختیار کرنے کے مواقع اکثر ملتے ہوں ان احباب کا معاملہ تو بسا اوقات متلی بلکہ قے تک پہنچ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ظاہری طور پر ان احباب کے دانتوں پر خصوصاً سامنے والے دانتوں پر ایک عجیب سی سیاہی آجاتی ہے جو دانتوں کی چمک کو زائل کر کے بدنما کر دیتی ہے۔

(۴) معاشی اعتبار سے چونکہ یہ چیز بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہے اور پھر مفت میں نہیں بلکہ قیمتاً یہ زہر خریدنا پڑتا ہے۔ اس طرح سگریٹ نوش احباب اپنی کمائی کو اس غلط راستے میں صرف کر دیتے ہیں اور اس طرح اسرافِ بے جا کا موجب بنتے ہیں جو نہ صرف اپنی جان پر بلکہ اپنے خاندان اور پھر پورے انسانی معاشرے پر ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ سگریٹ چونکہ ایک نشہ ہے۔ خواہ آپ اسے نشہ کی ادنیٰ حالت ہی کہہ لیں۔ تاہم اس کا جو تکلیف دہ پہلو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ نوجوان پہلے سگریٹ شروع کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ چرس اور پھر ہیروئن تک چلے جاتے ہیں اور ان نشوں کی تباہ کاریوں سے آج کا کون انسان واقف نہیں ہے۔

اب تک ہم نے سگریٹ نوشی کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی صاحب اس کے عادی ہو چکے ہوں تو وہ اس سے چھٹکارا کیونکر حاصل کر سکتے ہیں۔

علاج

(۱) مذہبی نقطہ نگاہ سے تو اس کا جواب قطعی اور آسان ہے وہ یہ کہ چونکہ یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ یہ چیز اللہ اور اس کے مامور کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نا پسند ہے اس لئے اس کو دفعۃً پختہ عزم کے ساتھ چھوڑ دیا جائے اگر انسان رضائے باری کو مقدم کر لے تو اس کو چھوڑنا معمولی بات ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت فضل عمر کے زمانے میں آپ کی تحریکات پر بہت سارے سگریٹ اور حقہ کے عادیوں نے دفعۃً توبہ کی اور آخری عمر تک استقلال کے ساتھ اس پر کاربند رہے ہاں اس مقصد کے لئے ایک قوت کی ضرورت ہے جو دعا کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۲) ماہرین نفسیات اس کا درج ذیل علاج تجویز کرتے ہیں۔ "سگریٹ چھوڑنے کے لئے بعض معالج ایک لمبا چوڑا پروگرام پیش کرتے ہیں ان کی تکنیک یہ ہوتی ہے کہ اگر سگریٹ پینے کے عادی روزانہ بیس سگریٹ پھونکنے کے عادی ہیں تو پہلے دن دو سگریٹ کم کر دیں پھر اس سے اگلے دن دو اور کم کر دیں اور اس طرح کم کرتے کرتے بالکل ترک کر دیں بظاہر تو یہ پروگرام بڑا ایتر تہدف نظر آتا ہے لیکن دقت یہ ہے کہ سگریٹ ترک کر دینا اتنا مشکل نہیں جتنا اس کے ترک کر دینے کے بعد اس پر قائم رہنا۔ دوسرے سگریٹ کی عادت جس طرح آہستہ آہستہ قوت ارادی کو کمزور کر دیتی ہے اس کی وجہ سے توبہ کے بعد بھی انسان ذرا سی ترغیب کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح بعض معالج سگریٹ نوشوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس بری عادت کے نقصانات پر اچھی طرح غور کریں تاکہ ان کا جذبہ خود حفاظتی انہیں اس نقصان رساں عادت چھوڑنے پر مجبور کرے لیکن سگریٹ نوشوں کو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اگر وہ سگریٹ کو ترک کرنا چاہتے ہیں تو نفع نقصان کے اس معاملہ پر سرے سے غور ہی نہ کریں بلکہ اس کے فوائد یا نقصان جو کچھ بھی ذہن میں آئیں انہیں ہر ممکن طریقے سے ٹالنے کی کوشش کی جائے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ بڑی حد تک اس ذہنی تصادم اور کشمکش سے بچ جائیں گے جو سگریٹ پینے کے حسن و قبح پر غور کرنے کے بعد پیدا ہوگا۔ آپ جب سگریٹ پینا چھوڑ دیں تو اس سلسلہ میں کوئی دلیل نہ دیں کہ مجھے اس سے یہ نقصان پہنچ رہا تھا۔ اس لئے میں نے اس عادت کو چھوڑ دیا۔ بس ایک مرتبہ سگریٹ پینا چھوڑ دیا۔ تو اس کے متعلق گفتگو کرنا بھی چھوڑ دیجئے اور آئندہ کہیں بھی اس مسئلہ کو زیر بحث نہ لائیے ورنہ جہاں آپ نے اس بحث کو چھیڑا ہے اسی لمحے سگریٹ نوشی کی وہ راسخ عادت جس نے سالہا سال سے آپ کا احاطہ کر رکھا تھا پورے ہتھیاروں سے لیس ہو کر پھر آپ کے مقابلہ پر آدھمکے گی اور آپ کے ذہن میں ایک سخت قسم کی کشمکش شروع ہو جائے گی پھر یہ ہوگا کہ ایک نہ ایک وقت آپ کی یہ عادت کوئی نہ کوئی ایسی زبردست دلیل لائے گی کہ آپ کی ساری قوت ارادی دھڑام سے نیچے آگرے گی۔

اس سلسلے میں ان امور کی نشاندہی ضروری ہے جن سے سگریٹ نوشی ترک کرنے کے بعد آپ کو سابقہ پڑتا ہے اور ان سے بچنا بہرحال ضروری ہے۔

○ کسی حال میں بھی اپنے پاس سگریٹ نہ رکھئے اور اپنی قوت ارادی کا امتحان لینے کی کوشش نہ کیجئے اگر آپ سگریٹ اپنے پاس یا اپنی دسترس کے اندر رکھیں گے تو اس سے یہ نقصان ہوگا کہ آپ کو ہر وقت سگریٹ کا خیال ستاتا رہے گا۔

○ اپنے سگریٹوں کی تعداد مقرر نہ کیجئے اس طرح یہ امید رکھنا کہ آپ اس عادت سے بچ جائیں گے قطعی غلطی ہے۔

○ آپ کو کسی محفل میں سگریٹ پیش کیا جائے تو یہ نہ کہئے کہ صاحب میں نے تو سگریٹ پینا ہی چھوڑ دیا۔ بلکہ یونہی سرسری طور پر شکریے کے ساتھ انکار کر دیجئے مثلاً آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب اس وقت تو طبیعت نہیں چاہتی ہے شکریہ" اگر آپ نے یہ کہہ دیا کہ صاحب شکریہ، بندے نے تو پینا ہی چھوڑ دیا ہے تو اس سے یہ نقصان ہوگا کہ لوگ آپ سے طرح طرح کے سوال کریں گے اور آپ کی ذہنی کشمکش از سر نو تازہ ہو جائے گی۔

اگر اس دوران آپ یہ محسوس کریں کہ آپ پر ذہنی کشمکش مسلط ہو رہی ہے آپ کسی طرح اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو کسی ایسے کام میں مشغول کر لیجئے جو ہاتھوں سے کرنا پڑے چاہے یہ کام لکڑیاں پھاڑنا اور مٹی کھودنا ہی کیوں نہ ہو اس سے آپ کی توجہ ذہنی کشمکش کی طرف سے ہٹ جائے گی۔ سگریٹ نوشی چھوڑنے اور پھر اس پر استقامت اختیار کرنے کا یہ طریقہ نہایت سیدھا سادھا ہے۔ لیکن جب آپ اسے اختیار کریں گے تو کئی بلند بانگ اور لمبے چوڑے پروگرام والے طریقوں سے کہیں زیادہ کامیاب اور نتیجہ خیز پائیں گے"۔

(نفسیات اور جسمانی امراض از محمد یونس حسرت مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ ۱۹۷۵ء ایڈیشن چہارم صـ ۲۶۲ تا ۲۶۴)

پنجابی زبان کی ضرب المثل مشہور ہے اور اس تمام طریقہ کا خوب خلاصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ "جدوں چھڈ یا گراں تے کی لینا ناں"

یعنی جب آپ نے ایک علاقہ کو خیر باد کہہ دیا تو پھر اس کا نام لے کر بھی کیا کرنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب آپ سگریٹ ترک ہی کر دیں تو پھر اس کا نام تک ترک کر دیں۔

درحقیقت اس کا علاج قوت ارادی میں مضمر ہے۔ ایک انسان کی قوت ارادی جتنی مضبوط ہوگی اسی قدر وہ اس میں کامیاب ہوگا۔ ایک موقع پر کسی دوست نے حقہ نوشی ترک کرنے کے متعلق حضرت فضل عمر سے سوال کیا۔ وہ سوال اور حضور کا جواب یہاں پر درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

" ایک دوست پوچھتے ہیں کہ حقہ چھوڑنے کی ترکیب بتاؤ۔ حقہ کی نسبت افیون چھوڑنے میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دوست تھے جنہوں نے بہت سال افیون کھائی جب وہ چھوڑنے لگے تو ڈاکٹر نے کہا اگر چھوڑ دو گے تو مر جاؤ گے۔ مگر انہوں نے چھوڑ دی اس پر چند دن انہیں تکلیف رہی مگر پھر ان کی صحت اچھی ہو گئی .... اس وقت مضمون خراب کئے بغیر جو بتا سکتا ہوں وہ یہی ہے کہ چھوڑ دو"

(منہاج الطالبین صـ ۷۵)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کا علاج ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

" انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادات چھوڑ بیٹھے ہیں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جو ہمیشہ سے شراب پیتے چلے آرہے ہوتے ہیں بڑھاپے میں آکر جبکہ عادات کا چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے۔ بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ میں حقہ منع کہتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو یہ ایک لغو چیز ہے اور اسی سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے۔

(البدر ۲۸، فروری ۱۹۰۷ء صـ ۱۰)

آخر پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جو احباب سگریٹ نوشی ترک کرنا چاہتے ہیں اور اس میں مشکل پیش آتی ہو تو ہومیو طریق علاج نے اس کے لئے درج ذیل دوا تجویز کی ہے۔

ٹیبیکم ۲۰۰، نیز سگریٹ کے بداثرات کو دور کرنے کے لئے۔

نکس وامیکا ۳۰، بڑی اچھی دوا ہے۔

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر حصہ دوم صـ ۱۰۷۲ از ڈاکٹر لیاقت علی گوجرانوالہ)

غرض یہاں پر دو تین طریق علاج درج کر دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بہتوں کو یہ توفیق دے کہ وہ سگریٹ نوشی ترک کر دیں اور اللہ تعالیٰ انہیں وہ قوت ارادی عطا فرمائے کہ اس عادت پر وہ غالب آ سکیں۔

★

یاد رفتگان

عائشہ صدیقہ گورایہ

پروفیسر عبدالرشید غنی

ہماری پیاری بہن ۱۹۴۵ء میں انبالہ شہر میں پیدا ہوئیں۔ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے عائشہ صدیقہ نام رکھا۔ ابھی آپ ۲ سال کی ہی تھیں کہ والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ جب ۱۰ سال کی ہوئیں والدِ محترم بابو عبدالغنی صاحب انبالوی بھی وفات پا گئے۔ اس طرح بچپن سے ہی والدین کے سائے سے محروم ہو گئیں۔ بچپن آپ نے اپنے بھائیوں کے پاس ہی گزارا۔

ابتدائی تعلیم نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ سے حاصل کی۔ تمام اساتذہ کرام نے بہت ہی خیال رکھا۔ اور اعلیٰ سلوک فرمایا۔ تعلیمی اور تربیتی امور کی طرف توجہ دی۔

سیدنا حضرت امام جماعت (الثالث) کی ہدایت کے مطابق گریجوایشن کے بعد لاہور میکلیگن کالج سے بی ایڈ کیا۔ ۱۹۷۱ء میں حضور نے رشتہ تجویز فرمایا اور ۱۹۷۱ء میں مکرم برادرم محمد خالد گورایہ صاحب سے شادی ہوئی۔ رخصتانہ میں حضور نے شرکت فرمائی اور دعا کے ساتھ ہماری بہن کو رخصت فرمایا۔ شادی کے فوراً بعد نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے تعلیمی خدمات کے لئے نائیجیریا بھجوا دئے گئے۔ ۱۶/۱۷ سال تعلیمی خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۹۸۷ء میں مرکز واپس آ گئیں۔ اور بہت خوش ہوئیں۔ اب کسی اور جگہ جانے کے لئے ہرگز تیار نہ تھیں۔

ہماری یہ بہن سب سے چھوٹی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت حلیم، بردبار، منکسر المزاج اور متوازن طبیعت کی مالک تھیں۔ غصہ، جھگڑا اور غیبت سے بکلی نفرت کرتی تھیں۔ کسی کا گلہ، شکوہ نہ کرتیں۔ اپنے حقوق اپنے خدا پر چھوڑتیں۔ دوسروں کی خدمت کرنا ان کا اصول تھا۔ اندازِ گفتگو انتہائی معصومانہ اور مؤدبانہ ہوتا تھا۔ بچوں سے بہت پیار کرتیں۔ فوراً گھل مل جاتیں۔ غرباء کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتیں۔ صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔

مہمانوں کی خدمت کا بہت شوق تھا۔ علماء سلسلہ و مربیان کرام و کارکنان سلسلہ کا دل سے احترام کرتیں۔ بہت عزت و تکریم کرتیں ان

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا پس منظر

○ گذشتہ ہفتہ پاکستان میں نئی حکومت کی تشکیل کی بنیاد رکھی گئی۔ ملک کے نئے وزیر اعظم اور صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے اپنے اپنے عہدوں کے حلف اٹھائے اور اپنی اپنی نئی کابینہ جلد ہی بنانے کا اعلان کیا۔ سب سے پہلے ہم دعا کرتے ہیں کہ ملک و قوم کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے یہ اقدام بابرکت ہوں لوگ امن وچین کی زندگی بسر کر سکیں اور ترقی کی شاہراہ پر قدم مارتے ہوئے خوشحال سے خوشحال ملکوں کے شانہ بہ شانہ چلنے لگیں۔ خدا کرے کہ ہمارے ملک کو قومی اور لسانی یکجہتی میسّر آئے اور تمام مذاہب اور تمام فرقوں کے لوگ ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزاریں۔ مذہب کا تعلق خدا کے ساتھ ہے اور اپنے ضمیر کے ساتھ۔ ہر شخص کو اس بات کی مکمل آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ کیا مانتا ہے اور کس طرح مانتا ہے اور کس طرح اس پر عمل کرتا ہے۔ اگر ہر شخص اپنے مذہب اور اپنے مسلک کی طرف نگاہ رکھے تو یقیناً ہمارا ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے آپ کو بھول جانے اور دوسروں پر نگاہ رکھنے لگیں تو سوائے بے چینی، بدامنی، بدحالی اور منافقت کے اور ہمیں کچھ نہ مل سکے گا۔ اس میں عوام الناس کی سمجھ بوجھ کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ لیکن حکومت کو بھی اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیئے۔ امن و امان حکومت کا مسئلہ ہے۔ اور امن و امان کے قیام کی ساری صورتوں کو اختیار کئے بغیر امن ایک امر محال ہو جاتا ہے۔

اس دفعہ جس پارٹی کو حکومت کا حق ملا ہے وہ وفاق میں بھی حاوی ہے اور صوبوں میں بھی اس کا ہاتھ ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ پورے ملک میں حکومت کی طرف خاصی ہم آہنگی کا ثبوت دیا جائے گا۔ اور کوئی ایک حکومت کسی دوسری حکومت کے درپے نہیں رہے گی۔ ساری حکومتیں اپنی اپنی جگہ دلجمعی سے کام کر سکینگی۔

پہلے جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اس کو دہرانے سے کیا فائدہ۔

○ امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور عراق کے درمیان جنگ قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اب جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں اور کسی وقت بھی ایک ایسی گولی چل جائے گی جو کہ ایک بہت بڑی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ کہا تو یہ گیا ہے کہ سعودی عرب کے اندر تو امریکہ/ سعودی فوجیں لڑیں گی۔ لیکن عراق پر حملہ صرف امریکہ کرے گا لیکن جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو ایسی باتیں بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں۔ ہر بات محض اپنے مفاد کے گرد گھومتی ہے اور فتح حاصل کرنے کے لئے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے جنگ میں اصول ہوتے ہی کیا ہیں۔ جنگ کا تو ایک ہی اصول ہے اور وہ ہے فتح اور کامیابی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ عرب ممالک کو ہر نقصان سے محفوظ رکھے اور غیروں کے تسلّط سے اس علاقے کو آزاد رکھے۔ ساری دنیا اس علاقے کی طرف دیکھ رہی ہے۔

بقیہ: صـ۶ سے آگے

کی خدمت کر کے تو بہت خوش ہوتیں۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) سے بہت پیار تھا۔ انہیں یاد کر کے اکثر آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ حضور کو ہمیشہ محسن کہہ کر یاد کرتیں۔ کیونکہ حضور نے ان سے انتہائی شفقت، پیار کا سلوک فرمایا تھا۔

ہماری پیاری بہن نے اپنی بیماری کے دوران نامساعد حالات کا مقابلہ انتہائی صبر اور متوکلانہ انداز سے کیا۔ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے دامن کو پکڑے رکھا۔ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے آخری دم تک کوشش کرتی رہیں اور اس غرض کے لئے ہمیشہ دُعاؤں سے کام لیتیں۔

آپ دل کی مریضہ تھیں۔ ۲۸ اگست ۱۹۸۹ء صبح ۴ بجے فجر کی آذان کے وقت اپنی جان اپنے مولائے حقیقی کے سپرد کر دی۔

آپ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی یادگار چھوڑے ہیں۔ لڑکا ایف ایس سی اور لڑکی میٹرک کی طالبہ ہیں۔ لڑکی نے والدہ کی جدائی بہت محسوس کی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری بہن کے دونوں بچوں کا ہر طرح سے حافظ و ناصر ہو۔ اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کا خود کفیل اور وکیل ہو اور ہماری اس بہن کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں اپنی رضا پر راضی رکھے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ امۃ الشکور صاحبہ ہیڈ مسٹریس مبارکہ اکیڈمی۔ ربوہ کا اپریشن ہونے والا ہے

○ مکرم سردار عبد الشکور صاحب میکلوڈ روڈ لاہور کو ۶ نومبر کو شدید ہارٹ اٹیک کے باعث میو ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ ان کے چھوٹے بھائی مکرم سردار عبد السمیع صاحب ان کے پاس رات رہنے کے بعد علی الصبح گھر آ رہے تھے کہ ان کی کار ایک حادثہ کا شکار ہو گئی۔ ان کے سر، سینے اور ٹانگوں پر شدید زخم آئے ہیں۔ انہیں فوری طور پر شیخ زید ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔

○ مکرم عبد الرحیم صاحب یونس کی ہنسلی اور کندھے کی ہڈی ایک حادثہ میں ٹوٹ گئی تھی تاحال پوری طرح افاقہ نہیں ہوا۔

○ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نیویارک میں بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں ان کی اہلیہ بھی بیمار رہتی ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

لہجے میں فرمایا۔ جب اس قدر قیمتی بوٹ لے لئے تھے تو ان میں ایک روپے کے سیاہ تسمے بھی ڈلوا لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ صرف اتنا فرما کر مجھے کلاس میں بھجوا دیا۔"

محترم ملک صاحب کے یہی شاگرد محترم ملک صاحب کی دیانت داری اور تقویٰ شعاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آپ کی دیانت داری اور تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی ایک جھلک مجھے اس وقت نظر آئی جب فرمایا کہ میرے دفتر آنا۔ کلاس کی ملاقات کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کرنی ہے۔ خاکسار حاضر خدمت ہوا۔ جامعہ احمدیہ کے چھپے ہوئے پیڈ سے ایک ورق پھاڑ کر میری طرف ہاتھ بڑھایا مگر فوراً واپس کھینچ کر فرمایا۔ یہ کاغذ جامعہ احمدیہ کا ہے جبکہ فرانسیسی کلاس جامعہ کے تحت نہیں ہے اس لئے ہمیں جامعہ کا کاغذ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے اور مجھے اپنے پاس سے ایک سادہ کاغذ دیتے ہوئے فرمایا۔ لو میری طرف سے کلاس کی ملاقات کی درخواست لکھو۔ میں دستخط کر دوں گا"۔

محترم ملک صاحب کے رفقاء میں سے ایک دوست محترم ملک صاحب کی متعدد صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں نے دیکھا کہ آپ ایک مرنجان مرنج قسم کے خاموش طبع اور سنجیدہ مزاج آدمی تھے۔ خود نمائی نام کو نہ تھی اور خود ستائی اور خود پسندی سے کوسوں دُور تھے۔ اور ہزار خوبیوں کی ایک خوبی یہ تھی کہ آپ خوشامد پسند نہ تھے۔ آپ کو اپنے کام کی لگن تھی اس لئے آپ دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے کہ ہر کوئی اپنے مفوضہ کام کو ایک لگن سے سرانجام دے۔"

محترم ملک صاحب۔ صاحب ذوق انسان تھے اور مزاح کو پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ یہی دوست ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مکرم ملک صاحب اپنے رفقائے کار کی طرف سے لطیف طنز و مزاح کو ناپسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ مکرم ملک صاحب کی آواز بہت ہی مدھم اور دھیمی تھی۔ ایک دن جامعہ احمدیہ کے ہال میں مکرم عبد الرحمن صاحب شاکر نے کسی موضوع پر ایک لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد میں نے مکرم ملک صاحب سے کہا کہ ملک صاحب میں تو سمجھتا تھا کہ آواز دھیمی ہونے کے اعتبار سے آپ اوّل نمبر پر ہیں لیکن آج تو مکرم شاکر صاحب آپ پر سبقت لے گئے ہیں۔ مکرم ملک صاحب اس نکتہ سے بہت محظوظ ہوئے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مکرم و محترم جناب ملک سیف الرحمان صاحب کو اپنے مقام قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور محترم ملک صاحب کی خوبیوں کو ان کے شاگردوں میں اجاگر فرما کر ہمیشہ زندہ رکھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ملک سے ہنگامی صورتحال ختم کر دی گئی ہے۔ یہ اعلان ملک کے نئے وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف نے قوم کے نام پہلی نشری تقریر میں کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں صنعتی ترقی کے مختلف منصوبوں کا ذکر کیا۔ اور صنعتی ترقی کی راہ میں انتظامی رکاوٹوں کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔

○ کراچی اور پشاور میں بابری مسجد کے تنازعے پر بھارت کے مسلمانوں کی حمایت میں جلوس نکالے گئے۔ شرکاء نے بھارتی مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات کی حفاظت کا مطالبہ کیا۔

○ ویسٹ انڈیز کے خلاف پاکستان کی کرکٹ سیریز میں جاوید میاں داد کپتان ہوں گے جبکہ عمران خان ان کی زیر قیادت کھیلیں گے۔

○ عالمی رہنماؤں چین کے وزیر اعظم، بنگلہ دیش کے صدر، اور سری لنکا کے صدر نے وزیر اعظم نواز شریف کو مبارک باد کے پیغامات بھیجے ہیں

○ اے این پی کے سربراہ خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ ان کی پارٹی دعوت ملنے پر وفاقی حکومت میں شمولیت پر غور کرے گی۔

○ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے آئی جے آئی کے سیکریٹریٹ میں شکایات سیل قائم کرنے کی ہدایت کر دی ہے۔ ہر وزیر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار کھلی کچہری لگا کر عوام کی شکایات سنے

○ تیل کی قیمتوں میں اسی ماہ پچیس فیصد اضافہ کر دیا جائے گا۔

○ پیر پگاڑا نے کہا ہے کہ مستقبل میں کراچی کو وفاق کے زیر انتظام علاقہ قرار دیا جائے گا۔ اس سے اس علاقے کے مسائل حل ہو سکیں گے۔

○ سندھ کی کابینہ میں ایم کیو ایم کے ۵ اراکین شامل ہوں گے۔ پنجاب بھر میں بسوں اور ویگنوں کی اچانک ہڑتال سے مسافروں کو سخت پریشانی ہو رہی ہے۔ یہ ہڑتال حادثاتی موت کا معاوضہ بڑھانے کے خلاف کی گئی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ نے پارلیمنٹ سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکامی پر وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ گیارہ ماہ قبل انہوں نے بھارت کے وزیر اعظم کا منصب سنبھالا تھا لیکن بابری مسجد کے تنازعہ پر ملک گیر ہنگاموں کے بعد ان کی ایک حلیف پارٹی ان کی مخلوط حکومت سے الگ ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی اپنی پارٹی کا ایک گروپ بھی ایک باغی رکن مسٹر چندر شیکھر کی قیادت میں وی پی سنگھ کی حمایت سے دستبردار ہو گیا جس سے مسٹر سنگھ اکثریت کھو بیٹھے۔

○ اقوام متحدہ میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے افغانستان میں خانہ جنگی ختم کرنے کے لئے تمام فریقین کو بات چیت شروع کرنے اور آزادانہ انتخابات منعقد کرانے کی حمایت کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹری جنرل مسٹر کوئیار پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

○ ڈھاکے میں صدر ارشاد کی حکومت کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرنے کے لئے زبردست ہنگامے اور مظاہرے کئے گئے ان میں تین بڑے سیاسی اتحادوں نے شرکت کی۔ مظاہرین نے ریڈیو اسٹیشن پر قبضہ کی بھی کوشش کی

ربوہ اور ربوہ کے گردو نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون:۔ گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

گمشدہ نقدی

مورخہ ۲ نومبر کو نماز مغرب کے بعد محلہ دارالبرکات کی بیت الذکر کے قریب -/۱۱۴۰ روپے گر گئے ہیں۔ جس صاحب کو ملیں دفتر الفضل میں پہنچا دیں۔

چوہدری شاہ دین پہلوان
آف گوجرانوالہ شہر